مسلمانوں کے علمی کارنامے

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی ہسنیاوی متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

(۴)

علم طب پیروان اسلام نے دیگر علوم و فنون کی طرح میدان علم طب میں بھی وہ شہسواری کی ہے کہ جس نے علمی تاریخ میں ایک بہترین باب کا اضافہ کردیا ہے۔ جس کی تابانی و چمک و دمک سے ناصیۂ تواریخ ہمیشہ روشن و منور رہیگی۔ اس علم کی نشو و نما میں وہ ہستیاں کارفرما تھیں جن کا مثیل اس دور ترقی و تمدن میں بھی ملنا دشوار و مشکل ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے مشرق کو علم طب سے روشناس کیا جن کی کاسہ لیسی کی بدولت آج اہل مغرب کا آفتابِ ترقی آسمان طب و جراحی کے نصف النہار پہ پہنچا ہوا ہے اس کا نقشہ حالیؔ مرحوم نے یوں کھینچا ہے ؎

ابوبکر رازی علی ابن عیسیٰ ✤ حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحاق قیس دانا ✤ ضیا ابن بیطار راس الاطبا
انہیں کے ہیں مشرق میں سب نام لیوا ✤ انھیں سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

اطبائے اسلام نے فن طب میں بڑی بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس کثرت سے لکھی ہیں کہ جن کو سپرد قلم کرنے کیلئے ایک دفتر درکار ہے لہذا میں چند مشاہیر اطبا کے جولان علمی کو پیش کرنے پر اکتفا کرونگا۔ ابوبکر محمد بن زکریا رازی کی علمی قابلیت و شہرۂ آفاق مہارت طبی آج بھی دنیا سے خراج تحسین حاصل کررہی ہے اور جن کی صداقت و ذہانت نے علم طب میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس کی تصنیفات مختلف علوم میں چالیس کے قریب شمار کی گئی ہیں وہ کتابیں جو اس نے بعض حمیات پر لکھی ہیں مثل حمائے جدری و حمائے حصبہ بہت دنوں تک مستعمل رہی ہیں اس کی کتاب علاج الاطفال اس فن کی پہلی کتاب ہے اس کی کتابوں میں نئی ادویہ اور نئے علاج درج ہیں رازی کی مشہور تصنیفات میں کتاب برءاعظم ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں تمام علم طب کے مسائل تحریر کیئے گئے ہیں اس لئے اس کا نام برءاعظم رکھا گیا ہے اور دوسری کتاب المنصوریہ ہے جو شہزادہ منصور کے نام پر لکھی گئی تھی یہ کتاب دس حصہ پر مشتمل ہے اول تشریح دوم امزجہ سوم اغذیہ و معالجات چہارم حفظان صحت پنجم آرائش جسمانی ششم لوازم سفر ہفتم جراحی ہشتم سمیات نہم امراض عامہ دہم حمیات۔

رازی نے رے اور بغداد میں مدتوں علاج کیا ان کی تصنیفات مدتوں تک یورپ میں پڑھائی گئی ہیں۔ ان کی تشریحی معلومات بھی نہایت وسیع تھی۔ منجملہ ان اطبا کے بوعلی بن سینا بھی ہے جس کی شہرت کی گونج آج تک اکناف عالم میں موجود ہے۔ مسلمانوں میں سب سے بڑا جراح شیخ ابوالقاسم بن عباس الاندلسی ہے جس نے ۱۰۱۳ء میں وفات پائی ہے اس نے بہت سے آلات جراحی ایجاد کیئے ہیں جن کی تصاویر ان کی کتابوں میں درج ہیں۔

جراحیوں میں اس نے پتھری نکالنے کا طریقہ بیان کیا ہے جو اس وقت بالکل جدید عمل سمجھا جاتا ہے ان کی بڑی تصنیف کا وہ حصہ جو جراحی سے متعلق ہے تین حصوں پر منقسم ہے اول جس میں زخم جلانے سے بحث کی گئی ہے اور دوم میں ان جراحیوں سے جو چاقو کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور دانتوں و آنکھوں کی جراحی بچے جنانا اور پتھری نکالنے کا بیان کیا ہے۔ سوم میں ہڈی ٹوٹنے اور ہڈی اکھڑ جانے سے بحث کی ہے۔ ابو مروان عبد الملک بن زہر اندلس میں مشہور طبیب گذرا ہے جس نے تجربہ کے ذریعہ سے معالجات میں اصلاح کی اور ثابت کیا کہ طبیعت جو کل افعال جسمانی پر حکمران ہے عموماً بطور خود بلا دوا کے امراض کو دفع کر سکتی ہے اس نے اپنی تصنیفات جراحی میں ہڈیوں کے ٹوٹنے اور اکھڑنے کی بابت نہایت درست خیالات ظاہر کئے ہیں ابن رشد نے بھی طب کی بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن اس کی شہرت اسقدر طبابت کی وجہ سے نہیں ہوئی جسقدر فلسفی شارح کتب ارسطو ہونے کی حیثیت سے اس نے تریاق سمیات اور حمیات وغیرہ پر بھی کتابیں لکھی ہیں غرضکہ مسلمانوں کو فن طب میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا +

علم حفظان صحت

مسلمانوں کو علم اصول صحت و حفظان صحت میں بھی دیگر علوم کی طرح کافی مہارت حاصل تھی اور ابتدائے اسلام سے اصول صحت اور بقائے تندرستی کی تعلیم مسلمانوں میں رائج تھی چنانچہ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ ابتدائی زمانہ سے عربوں (مسلمانوں) کی عادات حفظ صحت بہت ہی عمدہ تھیں احکام قرآنی میں غسل وضو اور ترک شراب پر اصرار اور گرم ملکوں میں نباتی غذا کو حیوانی غذا پر ترجیح دینا ہی عاقلانہ اور مفید اصول صحت ہیں اور صحت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے ان پر کسی طرح اعتراض نہیں کیا جا سکتا یہ ایک غیر مسلم کی شہادت ہے جس نے اسلام کی تعلیم صحت کو نہایت مستحسن لکھا ہے درحقیقت بات یہی ہے کہ قوانین اسلام کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سی چیزوں کو اسلام نے محض اس کی ضرر رسانی کی وجہ سے حرام قرار دیا اور کثیر چیزوں کے کرنے کا حکم اخروی فوائد کے ساتھ ساتھ دنیوی مفاد کی غرض سے دیا مثلاً وضو غسل وغیرہ +

شفاخانے

مسلمانوں نے جسقدر شفاخانے تعمیر کرائے تھے وہ سب اصول صحت کے طریقے پر تعمیر تھے۔ یہ شفاخانے و ہسپتال نہایت ہی کشادہ ہوا کرتے تھے اور ان میں ہوا پانی کثرت سے پہنچایا جاتا تھا زکریا رازی کو جبوقت کہا گیا کہ وہ بغداد میں سب سے زیادہ عمدہ اور بلحاظ آب و ہوا نہایت ہی صحت افزا جگہ ہو شفاخانے کیلئے تجویز کرے تو اس نے جس ترکیب سے مختلف مقامات کا امتحان کیا اس کو آجکل کے متعدی امراض کے محققین بھی قبول کر لیں گے اس نے گوشت کے ٹکڑے شہر کے تمام حصوں میں رکھ دیئے اور جس مقام پر سب سے زیادہ دیر میں گوشت سڑا اسی جگہ کو صحت بخش قرار دیا مسلمان اطبائے تبدیل آب و ہوا کو صحت کیلئے مفید بتلایا ہے۔ چنانچہ ابن رشد نے اپنی شرح کتاب علی سینا میں دق کے مرض میں تبدیل آب و ہوا کو صحت بخش قرار دیا ہے اور موسم سرما میں عربستان اور حبش کو تبدیل آب و ہوا کیلئے مناسب قرار دیا ہے آج بھی اطبائے یورپ اس مرض کے مریضوں کو اکثر سواحل نیل اور حبش کے قرب و جوار میں ہوا کھانے کیلئے بھیجتے ہیں +

فن جراحی

مسلمانوں نے اس فن میں بھی اپنی کوششیں صرف کی ہیں اس کے ایجاد کرنے کا فخر مسلمانوں ہی کو حاصل ہے گویا اس فن کے چشمے مسلمان ہی سے جاری ہوکر تمام تشنگان فن جراحی کی سیرابی کی ہے اور زمانہ حال تک ان ہی کی تصنیفات پر یورپ کے مدارس طبیہ کا دار و مدار رہا ہے۔ موتیا بند کا علاج خون کو ٹھنڈے پانی سے گرم کرنا محرقہ ادویات اور ریشمی ٹانکوں کا استعمال اور زخم کا آگ سے جلانا وغیرہ اسی قسم کے دیگر معالجات جو فن جراحی سے تعلق رکھتے ہیں اور عمل جراحی کرنے کے قبل بیہوشی کی دوا دینی جیسا بالکل جدید ایجاد خیال کی جاتی ہے ان سب کے موجد مسلمان ہی ہیں چنانچہ مسلم اطبا نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ سخت عملیات جراحی سے قبل مریض کو کوئی غشی دوا دینی چاہیے جس سے وہ سو جائے اور اس میں حس و حرکت باقی نہ رہے۔

علم کیمیا

دیگر علوم و فنون کی طرح مسلمان علم کیمیا میں بھی یکتائے زمانہ تھے علم کیمیا میں مسلمانوں نے جو کچھ یونانیوں سے پایا تھا وہ بہت ہی کم تھا وہ بڑے بڑے مرکبات جن سے یونانی ناواقف تھے۔ مثلاً گندھک کا تیزاب شورے کا تیزاب ماء الملوک وغیرہ کو مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا اور انھوں ہی نے کیمیا کے ابتدائی عملیات عرق کشی وغیرہ کو جاری کیا مسلمانوں میں سب سے پرانا اور مشہور کیمیاگر ابو موسیٰ جابر بن حیان تھے اور دوسرے بھی بڑے بڑے کیمیائی گذرے ہیں۔

علم حیوانات و نباتات

اس علم میں بھی مسلمانوں نے ویسی ہی جانفشانی کا اظہار کیا ہے اور اس کی ترقی میں ویسے ہی ہاتھ بٹایا ہے جیسے کہ دیگر علوم و فنون میں، ان کا علم حیوانات و نباتات محض ارسطو کی تصنیفات تک محدود نہ تھا بلکہ اس کے بعد بھی انھوں نے کتابوں کو چھوڑ کر مشاہدات شروع کر دیے اور اس فن میں بہت سی کتابیں بھی تصنیف کر دیں اس علم کا سب سے مشہور عالم قزوینی ہے۔ مسلمان محققین نے نباتات میں خاص کر ان نباتات کی جو طب سے متعلق تھیں نہایت عرق ریزی سے تحقیق کی سب چنانچہ ان کے شہروں میں نباتات کے باغ موجود تھے جن میں کم یاب درخت لگائے جاتے تھے دسویں صدی عیسوی میں ایک بہت عمدہ باغ غرناطہ میں تھا عبدالرحمٰن اول کے زمانہ میں قرطبہ میں بھی ایک ایسا ہی خوشنما باغ تھا۔ بادشاہ نے محققین علم کو شام اور ایشیا کے دوسرے حصوں میں بھیجکر وہاں سے نایاب درخت منگا کر اس باغ میں لگائے تھے اور محققین علم اس باغ کی نباتات پر تجربہ کرتے تھے۔

علم جمادات

اس علم میں بھی مسلمانوں کو کافی تجربہ حاصل تھا اور بہت سی کتابیں بھی فلزات (معدنیات) و حجرات وغیرہ پر تصنیف کی ہیں جس میں اپنے تجربوں کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ بوعلی سینا اپنی کتاب الاحجار میں ایک باب پہاڑوں کی اصلیت کے بارے میں ہے جس میں لکھا ہے کہ پہاڑ غالبًا دو اسباب سے پیدا ہوئے ہیں یا تو وہ سطح زمین کے شق ہوجانے کی وجہ سے باہر نکل آئے ہیں جیسا کہ بعض اوقات زلزلے کے وقت ہوتا ہے یا وہ بہتے ہوئے پانی کے ذریعے سے پیدا ہوئے ہیں یعنی دریاؤں نے جابجا زمین کو کاٹ کر گھاٹیاں پیدا کرلی ہے اور بیچ

ع۔۔ ۵ یہ گندھک اور شورے کے تیزابوں کا مرکب ہے اور اس کی خاصیت سونے کا گلا دینا ہے۔

نیں پہاڑ دگئے ہیں۔ کیونکہ پتھر نرم اور سخت دونوں ہیں پانی نرم پتھروں کو کاٹ ڈالتا ہے اور سخت پتھروں کو چھوڑ دیتا ہے اکثر بلندیاں دنیا میں اسی طرح پیدا ہوئی ہیں فلزات بھی اسی طرح پیدا ہوئے ہیں جس طرح پہاڑ اپنے اس بیان کا ثبوت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ پہاڑوں کے پیدا ہونے کا باعث پانی کا ہونا اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بہت سے پتھروں پر دریائی جانوروں کے نشانات موجود ہیں جو مٹی پہاڑ پر پائی جاتی ہے وہ اس طرح نہیں بنی ہے جس طرح خود پہاڑ بنے ہیں بلکہ وہ درختوں کے سڑنے سے اور اس کی مٹی سے ملکر بنی ہے جسکو پانی بہاکر لایا ہے ممکن ہے یہ مٹی اسی سمندر کی پرانی کیچڑ ہو جو کسی وقت کل پہاڑوں کو غرق کئے ہوئی تھی اور دیگر حکما نے بھی اپنے اپنے نظریے پیش کئے ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔

فن کتابت

مسلمانوں میں فن کتابت معراج کمال پر تھی چنانچہ آج بھی ان لوگوں کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابیں جن لوگوں کے پاس موجود ہیں ان کے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی اور دلوں میں طراوت پیدا ہوتی ہے حیرت تو یہ ہے کہ کس طرح ایسی ایسی ضخیم کتابیں یکساں قلم اسقدر خوشخط و ستھرا پن کے ساتھ لکھی گئی ہونگی غرضکہ مسلمان فن کتابت میں بھی اپنی نظیر آپ تھے۔ منتخب الدین اتابک الجوینی عہد سلطان سنجر کا ایک مشہور و معروف خوشنویس اور ماہر فن کتابت گذرا ہے۔ قطب الدین السرخسی بھی ایک مشہور خوشخط گذرا ہے جس نے لغات ازہر کی کتابت کی تھی اسی طرح عماد الدین الاسفرائنی ایک کامل الفن و ماہر خوشنویس گذرا ہے غرض اس فن میں سینکڑوں اشخاص پیش کئے جا سکتے ہیں۔

شاعری

اہل اسلام میں بڑے بڑے شعرا گذرے ہیں۔ حافظ جامی سعدی عمر خیام وغیرہ سے کون واقف نہیں؟ بلکہ ان کی کتابیں جو ہمارے پاس آج موجود ہیں اور ان کی قابلیت و سخن سنجی اور استعارات وکنایات و تشبیہات و تمثیلات کا استعمال کرنا ہمیں ان کی داد دینے پر مجبور کرتا ہے اور ہر وہ انسان جس کے زیر مطالعہ ان شعراء اسلام کی کتابیں ہونگی اس پر ان شعراء کی مہارت منکشف ہو جائیگی اس فن میں جس طرح مرد اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے ویسے ہی عورتیں بھی شعر و سخن کا ذوق رکھتی تھیں چنانچہ الحاکم دوم کے عہد سلطنت میں علم و شاعری کی قدر اندلس میں اس درجہ تھی کہ عورتیں بھی چہار دیواریوں کے اندر محنت و مشقت کر کے علم حاصل کرتی تھیں اور اکثر ان میں سے شاعری اور علمی معلومات میں مشہور زمانہ تھیں خلیفہ کے قصر لبنا میں ایک لڑکی صرف ونحو شاعری حساب و ہندسہ اور دیگر علوم میں کامل تھی اس کا خط بھی نہایت پاکیزہ تھا خلیفہ کے راز کی تحریر وہی لکھا کرتی تھی کسی کا شعر اس لڑکی کے کلام کی بندش اور لطافت کو نہیں پہنچتا تھا ایک اور لڑکی مریم نام کی تھی جو علم و شاعری کی تعلیم اشبیلیہ کے خاندانی لڑکیوں کو کیا کرتی تھی اس کے طرز تعلیم نے بڑی شہرت پائی تھی اس کے مدرسہ سے بہترین اور لائق لڑکیاں نکلتی تھیں ایک لڑکی رضیہ کو خلیفہ نے آزاد کر کے اپنے بیٹے الحاکم کو دے دیا تھا یہ عورت شعر و سخن میں شہرۂ آفاق تھی غرضکہ شعرائے اسلام میں مرد و عورتیں سینکڑوں پیش کی جا سکتی ہیں جو اپنے وقت میں چاند بنکر شہرت کے آسمان پر چمکے ہیں

کتب خانے

مسلمانوں کو جس طرح تعلیم وتعلم درس وتدریس تالیفات وتصنیفات تحقیقات وتجربات کا شوق تھا ویسے ہی کتابوں کے جمع کرنے اور کتبخانے ولائبریریاں قائم کرنے کا ذوق وولولہ تھا چنانچہ ان لوگوں نے ایسے ایسے عظیم الشان کتب خانے قائم کئے تھے کہ جس کی نظیر آج دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے صرف بغداد میں اتنا بڑا عالیشان کتب خانہ تھا کہ جسکا مثیل موجودہ ترقی وتمدن کے زمانہ میں بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ جب مغلوں نے ۶۵۶ھ میں بغداد پر قبضہ کیا تو شہر میں قتل عام مچادیا اور معتصم باللہ اخیر خلیفہ عباسی ہلاکو خاں بادشاہ مغل کے حکم سے مارا گیا ساری دولت لوٹ لی گئی کتابیں کچھ جلادی گئیں اور کچھ دجلہ میں پھینک دی گئیں۔ قطب الدین الحنفی لکھتے ہیں کہ ان شائقین علوم وفنون نے اس واقعہ سے پہلے اسقدر علمی ذخیرہ جمع کیا تھا کہ جسوقت مغلوں نے کتابوں کو دجلہ میں ڈال دیا تو ان کے آپس میں ملجانے کی وجہ سے ایک پل تیار ہوگیا جس پر سے سوار وپیدل بخوبی گذر سکتے تھے اور دریا کا پانی سیاہ ہوگیا۔ المیریا میں وزیر ابوجعفر بن عباس کا کتب خانہ مشہور تھا جس میں تین چار لاکھ مجلد ومکمل اور اتنی ہی غیر مجلد کتابیں محفوظ تھیں مورخین نے لکھا ہے کہ الحاکم ثانی کے کتب خانہ میں جو قرطبہ میں تھا چھ لاکھ جلدیں تھیں جن میں سے چوالیس جلدوں میں صرف فہرست کتب تھی اس کے متعلق کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ چار سو برس کے بعد چارلس عاقل نے فرانس کے شاہی کتب خانے کی بنا ڈالی تو وہ نو سو جلدوں سے زیادہ نہ جمع کرسکا اور ان میں سے کتب مذہبی کی ایک پوری الماری بھی نہ تھی اور مسلمانوں نے تھوڑے عرصہ میں اسقدر علمی ذخیرے جمع کرلئے کہ جسکو معلوم کرکے انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے الغرض مسلمانوں نے وہ علمی خدمات اور علوم وفنون کی سرپرستی کی ہے کہ جسکو زیور تحریر سے آراستہ کرنے کیلئے ایک دفتر بے پایاں کی ضرورت ہے ہذا میں ناظرین کرام کی دلچسپی وتفریح طبع کیلئے اپنے اسلاف کے علمی کارنامے کا ایک مختصر سا خاکہ پیش کرکے اب اپنے قلم کو جولانی سے روکتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اسلاف کے نقش قدم چلنے کی کوشش کریں تاکہ آپ کی آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپکی علمی خدمات اور علمی کارنامے کو اپنے لئے نمونہ بنائیں اور وہ بھی اس میدان کے شہسوار بن جائیں۔

نتیجہ امتحان

اس سال بہ نسبت اور سالوں کے خراب نکلا لیکن میں ایک بات گذارش کرتا ہوں کہ ایسا ہونے میں درپردہ ایک قدرتی مصلحت ہے۔

وہ یہ کہ اس سے رحمانیہ اور صاحب رحمانیہ کی اعلیٰ درجہ کی امانت داری ظاہر ہوتی ہے اور یہ کہ قوم وملت میں رحمانیہ انہی افراد کو پیش کرتا ہے جو قوم وملت کے کام کرسکنے کیلئے نہایت کھرے اور پختہ ہوتے ہیں اور یہ کہ اس کے ممتحن بھی دیانت دار اور امین اور بے لاگ ہیں اور یہ کہ رحمانیہ ظاہری وقار اور اعزاز واہ واہ اور نمود کو چھوڑکر اصلی حقیقت کا طالب ہے جبکہ کانفرنس کا جلسہ ہونیوالا ہے باہر سے ہر طرح کے علما شریک ہونے والے ہیں پھر بھی رحمانیہ ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور صحیح اور اصلی بات پیش کردینا ہی اپنا دستور بناتا ہے۔ دعا ہے کہ خدا اسے اور اس کے مہتمم کو ہمیشہ شاد وآباد رکھے۔

عبدالرؤف رحمانی